معراج النبی ﷺ

سفر معراج کے اسرار و رموز اور امت کیلئے عبر و اسباق

تحریر: مولانا حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی، برطانیہ

حق تعالیٰ اپنے انبیائے کرام کو جو علم و بصیرت عطا کرتا ہے، عام لوگوں کو اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء کا اہم مشن لوگوں کو ایمانیات کا سبق پڑھانا ہوتا ہے اور ایمان کا معنی ہی اطمینان و یقین ہے۔ علم میں ایقان کا درجہ سب سے بلند ہوتا ہے۔ اور ایقان میں انسان کی سمعی، ذہنی اور بصری ساری قوتیں مجتمع ہوتی ہیں۔ اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ انبیاء کو اپنی ملکوت کے براہ راست مشاہدے کراتا ہے۔ حضرت آدمؑ کو جنت میں داخل کر کے قدرتِ ربانیہ کے مشاہدات کرا دیے گئے تھے۔ حضرت نوحؑ کی کشتی کو طوفانی تھپیڑوں میں سفینۂ نجات بنا کر اللہ نے اپنی قدرت دکھائی۔ حضرت ابراہیمؑ کو کئی دفعہ ملکوت السمٰوٰت کے نظارے کروائے۔ حضرت اسماعیلؑ کے حلقوم نازک پر چھری چلوا کر انہیں بچالیا گیا اور یوں اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کروایا۔ حضرت موسیٰؑ کو طور پہاڑ پر بلا کر تکلّم فرمایا۔ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب سے بچا کر آسمانوں کی طرف زندہ اٹھالیا گیا اور انہیں بعد میں آنے والوں کیلئے ''آیۃ'' بنا دیا گیا، اور خاتم النبیین ﷺ کو آسمانوں پہ بلا کر حظیرۃ القدس کی نشانیاں دکھائیں۔

بس اسی ذریعہ علم کا نام معراج یا اسراء ہے۔ ''معراج'' عروج سے ہے یعنی بلندی کی طرف چڑھنا اور ''اسراء'' رات کی سیر کو کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اس موقع پر جو کچھ دکھایا گیا وہ سب سے زیادہ تفصیلی، حیرتناک اور بے مثال تھا۔ اس وقت کے حالات کی ضرورت تھا۔ یہ سفر جہاں ماضی کی تلخیوں اور زخموں کیلئے مرہم تھا۔ وہاں مستقبل کیلئے پروگرام بھی دیا گیا اور رہتی دنیا تک اسلام کی عظمت، اس کی اشاعت اور اس کی بقاء کیلئے بنیادیں فراہم کی گئیں۔ واقعہ معراج ہجرت نبوی سے تقریباً ایک سال پہلے پیش آیا، کتب حدیث و سیرت میں اس واقعہ کی تفصیلات تقریباً ۲۵ متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں۔ ان میں سے مفصل ترین روایات حضرت انس بن مالک، حضرت مالک بن صعصہ، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت عمر، حضرت علی، سیدہ عائشہ، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت ابوسعید خدری اور متعدد دوسرے صحابہ کرامؓ سے اس واقعہ کے بعض اجزاء مروی ہیں رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔

معراج کا فائدہ بیان کرتے ہوئے حق تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا: ﴿لِنُرِیَهُ مِنْ اٰیٰتِنَا﴾ ''تا کہ ہم اس کو اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں'' [آیت:۱] اور سورۃ النجم میں فرمایا: ﴿لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی﴾ ترجمہ: ''یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھ لیں'' [آیت:۱۸] حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کی یہی سنت بیان ہوئی ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ﴾ [الأنعام:۷۵] پھر ان نشانیوں کے دکھلانے کا جو مقصود تھا اسے بھی حق تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں واضح فرما دیا کہ (وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ) چنانچہ جب انبیائے کرامؑ کے علوم کو اس طرح کے مشاہدات کی سند حاصل ہو جاتی تھی تو انہیں عین الیقین کا وہ مقام حاصل ہو جاتا تھا جس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں کہ ''شنیدہ کے بود مانند دیدہ'' اور یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرامؑ اللہ کی راہ میں ایسی ایسی مشکلات جھیل لیتے تھے جنہیں اور کوئی جھیل ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ان کی نگاہوں میں پوری دنیا و مافیہا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے وہ ان مخالف قوتوں کی طرف سے ہونے والی سختیوں اور ایذا رسانیوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

معجزات خاتم النبیین ﷺ کی انفرادیت: حضور سرور دو عالم ﷺ کی ذات بابرکات چونکہ تمام انبیاء سے افضل و اشرف ہے، آپؐ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ نبوت و رسالت کے آخری نمائندہ ہیں۔ اس لئے آپؐ کو عطا کئے جانے والے تمام علوم و معارف اور آیات و معجزات سب سے نمایاں اور ممتاز ہیں۔ اسی طرح معراج کا معجزہ بھی بے مثال و عدیم النظیر ہے۔ اس جیسی معراج پہلے کسی نبی کو نہیں کرائی گئی۔ یہ اسرار شریعت کا وہ عظیم الشان خزانہ ہے جس سے انوار کے چشمے ابل پڑے اور عظمتِ محمدی ہمیشہ کیلئے حقیقت بن گئی۔

اس ضمن میں، ہم صرف تین نکات کی وضاحت کریں گے نمبر (۱) ''وہ حالات جن میں معراج کا سفر واقع ہوا''۔ نمبر (۲) ''آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور دین اسلام کے مستقبل کی منصوبہ بندی'' اور نمبر (۳) ''امت اسلامیہ کیلئے معراج میں سبق''۔

پہلے نکتے کو واضح کرنے کیلئے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہ سفر کب واقع ہوا۔ مفسرین و محدثین اور سیرت نگاروں کی آراء مختلف ہیں۔ لیکن قابل اطمینان رائے یہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ اور سردار ابو طالب کی وفات کے بعد اور ہجرت سے کچھ ہی عرصہ قبل معراج ہوئی۔ یہ وہ دور تھا جب آنحضرت ﷺ کیلئے کوئی ظاہری سہارا باقی نہ رہ گیا تھا۔ آپؐ کا مکہ میں رہنا دوبھر ہو گیا تھا۔ اردگرد حتی کہ طائف کے سفر کا بھی کوئی مثبت نتیجہ نہ نکلا۔ ان دلخراش

حالات میں حق تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو معراج کرائی تا کہ آپؐ کے دل کو تسلی و تشفی رہے کہ ان حالات کی تلخی کا خیال نہ فرمائیں بلکہ مستقبل پر نظر رکھیں جو بہر حال موجودہ حالات سے بہتر ہے ﴿وللآخرة خير لک من الأولى، ولسوف يعطيک ربک فترضىٰ﴾

واقعہ معراج کی مختصر تفصیل: صحیح واقعات کے مطابق رسول پاک ﷺ محو استراحت تھے کہ آپ کو بیدار کیا گیا اور جسم مبارک سمیت براق پر سوار کر کے حضرت جبریلؑ کی معیت میں خانہ کعبہ سے بیت المقدس لیجایا گیا۔ آپؐ وہاں اترے اور براق کو مسجد کے دروازے کے حلقے سے باندھ کر بیت المقدس میں داخل ہوئے اور وہاں پہلے سے موجود انبیاء سابقین کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس کے بعد آپؐ کو نورانی سیڑھی کے ذریعے آسمان دنیا تک پہنچا دیا گیا۔ جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا۔ وہاں آپؐ کی ملاقات حضرت آدمؑ سے ہوئی۔ انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔ اللہ نے آپؐ کو آدمؑ کے دائیں جانب سعادت مندوں کی روحیں اور بائیں جانب بدبختوں کی روحیں بھی دکھلائیں۔ پھر آپؐ کیلئے دوسرے آسمان کا دروازہ کھلوایا گیا جہاں آپؐ نے حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کی۔ دونوں نے سلام کا جواب دیا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا اور مبارکباد دی۔ پھر تیسرے آسمان پر لیجایا گیا وہاں آپؐ کی ملاقات حضرت یوسفؑ سے ہوئی۔ چوتھے پر حضرت ادریسؑ اور پانچویں پر حضرت ہارونؑ سے ملاقات ہوئی۔ ان سب نے آپؐ کو خوش آمدید کہا۔ نبوت کا اقرار کیا اور مبارکباد دی۔ چھٹے آسمان پر آپؐ حضرت موسیٰؑ سے ملے۔ حسب سابق انہوں نے بھی آپؐ کو مرحبا کہی اور نبوت کا اقرار کیا۔ البتہ جب آپؐ وہاں سے بڑھنے لگے تو حضرت موسیٰؑ رو پڑے۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ انہوں نے سوچا کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے اور میری امت سے بہتر امت انہیں ملی۔ اس کے بعد آپؐ کو ساتویں آسمان پر لیجایا گیا۔ وہاں آپؐ کی ملاقات حضرت ابراہیمؑ سے ہوئی۔ انہوں نے بھی مرحبا کہی اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ تک لیجایا گیا۔ پھر آپؐ کیلئے بیت المعمور کو ظاہر کیا گیا۔ پھر اللہ عزوجل کے دربار میں پیش کیا گیا۔ اس مقام پر نبی ﷺ کو تین چیزوں سے نوازا گیا، پانچ وقت کی نمازیں، سورۃ بقرہ کی آخری آیات اور اس مسلمان کی مغفرت کا وعدہ جو شرک کی آلودگیوں سے پاک ہوگا۔ [صحیح مسلم]

اس کے بعد آپؐ واپس ہوئے تو حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے کیا حکم ملا؟ آپؐ نے فرمایا پچاس نمازیں۔ انہوں نے کہا آپؐ کی امت اس بات کی طاقت نہیں رکھے گی۔ اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیے اور تخفیف کا سوال کیجئے۔ آپؐ نے جبریلؑ کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا اگر آپؐ

چاہیں تو جاسکتے ہیں۔اس کے بعد جبریلؑ پھر آپؐ کو دربار اقدس میں لے گئے۔تخفیف کیلئے عرض کی تو صحیح بخاری کی روایت کے مطابق دس نمازیں کم ہوگئیں۔واپسی پر موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پھر وہی کہا۔چنانچہ آنحضور ﷺ پھر واپس گئے اور دس مزید کم ہوگئیں۔اس طرح آنا جانا لگا رہا یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔اس کے بعد بھی موسیٰؑ کا مشورہ پہلے والا ہی تھا۔لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے رب سے شرم محسوس ہوتی ہے۔ میں اسی پر راضی ہوں۔تو ندا آئی کہ میں نے اپنا فریضہ نافذ کردیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی۔

واقعہ معراج میں بعض چیزیں یوں سامنے آتی ہیں:

☆ آنحضرت ﷺ سوئے ہوئے تھے جبریلؑ نے آ جگایا کیونکہ مخلوق سوتی ہے،عبد سوتا ہے اور اللہ خالق و مالک سونے سے پاک ہے۔وہ ''حی و قیوم'' ہے اسی لئے جگانے سے سفر کا آغاز کیا گیا۔

☆ حضور انورؐ کے قلب مبارک کو زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور سونے کے طشت میں انوار و برکات کے بے بہا موتی اور جواہرات لا کر قلب مبارک میں رکھ دیے گئے تاکہ آپؐ اس سفر میں ان تمام نورانی مشاہدات کا تحمل کرسکیں جنہیں کوئی انسانی آنکھ دیکھ سکتی ہے نہ قلب برداشت کرسکتا ہے۔

☆ آنحضرت ﷺ کو براہ راست آسمان پر لیجانے کی بجائے براستہ بیت المقدس لیجانے میں یہ حکمت پوشیدہ معلوم ہوتی ہے دعوتِ ابراہیمیؑ کے دونوں مراکز اب محمد کریم ﷺ کے حوالے کئے جارہے ہیں۔

☆ زمزم سے قلب مبارک کو دھونے سے اس پانی کی شان اور فوائد اور قدر و قیمت مزید بڑھ گئی،اس کی ظاہری صفائی و طہارت اور پاکیزگی کے ساتھ باطنی صفائی کی قوت اس قدر ہے کہ قلب محمدی بھی اسی سے دھویا گیا۔پہلے اس کی نسبت صرف خلیل و ذبیح کی طرف تھی اب نسبت محمدی بھی اجاگر ہوگئی۔

☆ ہر آسمان کے دروازے پر پہنچتے ہی سوال کیا گیا کہ اے جبریلؑ:تمہارے ساتھ کون ہے؟ آپ جواب دیتے تھے کہ میرے ساتھ محمد ہیں۔سوال ہوتا کہ خود آئے یا بلایا گیا۔جواب ملتا،بلایا گیا تھا۔اس کا مطلب ہے کہ حضرت جبریلؑ بھی آسمانوں پر چڑھتے اور اترتے وقت اذن باریابی حاصل کرنے کے پابند تھے،اور یہ کہ خود آنحضرت ﷺ کیلئے بھی آسمانوں کو عبور کرنے کیلئے حق تعالیٰ کے اذن کی حاجت ہے۔اس سے حق تعالیٰ کی عظمت و ہیبت اور جلال بادشاہی کا تصور مزید نکھر جاتا ہے۔

☆ آنحضور ﷺ نے اپنے رب کو اپنی ان آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھا۔بلکہ اس کی قدرتوں کا دل سے مشاہدہ فرمایا اور اس ضمن میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔

☆ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی﴾ ''نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی'' اس آیت کریمہ میں آنحضرت ﷺ کی وہ شان بیان ہوئی ہے جس سے دربارِ الٰہی میں آنحضرت ﷺ کے نہایت ہی ادب سے پیش ہونے کی تحسین فرمائی گئی ہے۔ مولانا جامی نے کیا خوب کہا:

دو چشم نرگسینش را کہ مازاغ البصر خوانند ز معراجش چہ میپرسی کہ سبحان الذی اسریٰ

☆ سورۃ النجم کے مطابق آنحضرت ﷺ نے حضرت جبریلؑ کو ان کی اصلی شکل میں یہاں دوسری دفعہ دیکھا۔ ایک مرتبہ زمین پر اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہی کے پاس۔ [بخاری]

☆ یہ جو مشہور ہے کہ جبریلؑ نے سدرۃ المنتہی سے آگے جانے سے انکار کر دیا تھا کہ وہاں میرے پَر جلتے ہیں۔ بالکل بے دلیل بات ہے۔ حضرت جبریلؑ دربارِ الٰہی میں حاضری کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہی رہے۔ جیسا کہ احادیث میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا۔

معراج کے آفاقی مشاہدات: سورۃ الاسراء کی طرح سورۃ النجم میں بھی اشارہ فرمایا گیا کہ اس سفر کے دوران نبی مکرم ومحترم کو بہت سی ناقابل بیان چیزیں دکھائی گئیں اور مشاہدات کرائے گئے تھے اور بے شمار نشانیاں دکھائی گئیں کہ انہیں شمار کرنے کی استطاعت انسانی ذہن، ادراک، احساس وشعور کو ہرگز حاصل نہیں ہے۔

☆ اس سفر میں جنت ودوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا جو اس سے قبل کسی کو نہیں ہوا تھا۔

☆ سدرۃ المنتہی کا مشاہدہ کرایا گیا۔ آپؐ نے بتایا کہ وہاں بیری کے درخت کی مانند ایک شجر ہے جو نورِ ربانی سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس کے پھل عرب کے مشہور علاقے ''حجر'' کے بنے ہوئے مٹکوں کی طرح بڑے بڑے ہیں۔

☆ صریف الاقلام یعنی قلموں کے مصروفِ کار ہونے کو ملاحظہ کیا۔ بتایا گیا کہ یہ قلمیں رب کائنات کے حکم سے کائنات کے حوادث وواقعات کو معرض تحریر میں لا رہی ہیں۔

☆ آپؐ نے عرش الٰہی کی کیفیت ملاحظہ فرمائی کہ وہ نورانیت کا ایک مرقع ہے جس کے نظارے کی تاب نہیں لائی جاسکتی، اور نہ ہی بیان کی جاسکتی ہے۔

☆ جنت میں بعض صحابہ کرامؓ کے محلات دیکھے جس سے ان کی عظمت ورفعت ثابت ہوئی۔

☆ حضرت بلالؓ کے فرشِ زمین پر چلنے کی آواز آپؐ نے جنت میں سنی۔ آپؐ نے واپسی پر بلالؓ سے اس کا سبب پوچھا تو بتایا کہ کوئی خاص عمل تو نہیں البتہ ہر وضو کے ساتھ دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں۔ شاید اس عمل

کو بارگاہ صمدانی میں شرف قبولیت حاصل ہوا ہے۔

☆ آپؐ کو جنت میں چار نہریں دکھائی گئیں۔ دو ظاہری اور دو باطنی۔ ظاہری نہریں نیل وفرات تھیں۔ اس کا مطلب غالباً یہ ہے کہ آپؐ کی رسالت نیل وفرات کی شاداب وادیوں کو اپنا وطن بنائے گی۔ یہاں کے باشندے نسلاً بعد نسل مسلمان ہوں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کا منبع جنت میں ہے۔

جہنم کے بعض ہولناک واقعات کی منظر کشی:

☆ آپؐ نے جہنم کے داروغہ کو دیکھا جس کا نام مالک ہے۔ وہ ہنستا تھا اور نہ ہی اس کے چہرے پر خوشی یا بشاشت تھی

☆ آپؐ نے یتیموں کا مال ظلماً کھانے والوں کو دیکھا۔ ان کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح تھے، اور وہ اپنے منہ میں پتھر کے انگارے ٹھونس رہے تھے۔ جو دوسری جانب ان کی مقعدوں سے نکل رہے تھے۔

☆ آپؐ نے سود خوروں کو بھی دیکھا۔ ان کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے کہ وہ اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتے تھے، اور جب آل فرعون کو آگ پر پیش کرنے کیلئے لایا جاتا تو ان کے پاس سے گزرتے وقت انہیں روندتے ہوئے جاتے تھے۔

☆ آپؐ نے زناکاروں کو بھی دیکھا۔ ان کے سامنے تازہ اور فربہ گوشت تھا اور اسی کے ساتھ سڑا ہوا چھیچھڑا بھی تھا۔ یہ لوگ تازہ اور فربہ گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا چھیچھڑا کھا رہے تھے۔

☆ آپؐ نے ان زناکار عورتوں کو بھی دیکھا جو اپنے شوہروں پر دوسروں کی اولاد داخل کر دیتی ہیں۔ ان کے سینوں میں بڑے بڑے نیزے کانٹے چبھا کر انہیں آسمان وزمین کے درمیان لٹکا دیا گیا ہے۔ أعاذنا الله من هذا۔

عالم برزخ میں عذاب اور ثواب کی حقیقت: ان واقعات سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ عالم برزخ میں جزا وسزا کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ جسے عُرفِ عام میں عذاب قبر کہا جاتا ہے۔ جس طرح کہ آل فرعون کا قیامت سے پہلے ہی صبح وشام آگ پر پیش ہونا [المؤمن:۴۶] جھوٹے مدعیانِ نبوت کا وقت موت ہی رسوا کن عذاب میں داخل ہونا [الأنعام:۹۴] راہ حق میں استقامت کا مظاہرہ کرنے والوں کو فرشتوں کی بشارت دینا [حم سجدہ: ۳۰/۳۱] وقت رخصت مقربین اور مکذبین کی حالت [الواقعہ:۸۳تا۹۶] اور [القیامہ: ۲۶ تا ۳۰] اور [الفجر:۲۷ تا ۳۰] کے علاوہ قرآن کریم کی بے شمار آیات اور احادیث صحیحہ میں بیان ہوا ہے۔

معراج سے واپسی کا سفر: معراج سے واپسی پر رب کائنات کی طرف سے حبیبِ کائنات کو جو عطیات

وتحائف دیے گئے، اور جو وعدے کیے گئے انہیں شمار کرنا بھی ناممکن ہے۔ البتہ انسانی عقل جن عطیات کا استقصاء کرسکتی ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

☆ پانچ نمازوں کا تحفہ عطا ہوا۔ علاوہ ازیں سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں، اور یہ وعدہ کہ شرک سے بچنے والا جنتی ہوگا۔

☆ بعض محققین کے نزدیک سورہ الاسراء کا نزول بھی اسی موقعہ پر ہوا جس میں امتِ یہود کے عزل اور امت محمدیہ کے منصبِ امامت پر نصب کی بشارت دی گئی ہے۔ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا عندیہ دیا گیا جو دین اسلام کے اقصائے عالم تک پھیل جانے کی طرف پہلا قدم ہوگا۔

☆ حضرت ابراہیمؑ کی زبانی امت محمدیہ کو سلام بھیجا گیا اور جنت کی بعض صفات سے آگاہ کیا گیا (کہ اس کی زمین بڑی پاکیزہ، خوشبودار، پانی بڑا میٹھا اور فضا بڑی سازگار ہے لیکن ارض جنت ہموار ہے اس میں پھول بوٹے نہیں ہیں وہ ہر مومن کو خود لگانے ہیں، اور جنت کے ان اعلیٰ مقامات کو حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا گیا کہ (لاحول و لا قوۃ الا باللہ) زیادہ پڑھا کرو (ترمذی) اسی طرح نبی ﷺ نے جو تسبیح وتحمید وغیرہ کی فضیلت بیان فرمائی کہ ان سے جنت میں درخت لگا دیا جاتا ہے یا اولاد فوت ہوتے وقت صبر کرنے والوں کیلئے جنت میں "بیت الحمد" کے نام سے محل تعمیر کر دیا جاتا ہے، اور زمین پر اللہ کی رضا کی خاطر اللہ کا گھر بنانے والوں کیلئے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ اس قسم کی تمام بشارتیں غالباً معراج ہی کے موقع پر وحی فرمائی گئی ہوں۔

☆ آپؐ کو براستہ بیت المقدس معراج کرایا گیا جس سے آپؐ کو نبی القبلتین ہونے کا شرف ظاہر کرنا تھا۔

☆ آپؐ کی اقتداء میں انبیاء کرام نے نماز ادا کر کے آپؐ کو امام الانبیاءؑ تسلیم کیا۔

☆ دورانِ سفر آپؐ کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے ایک شراب کا اور ایک دودھ کا۔ آپؐ نے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا۔ آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ نے فطرت کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اگر خدانخواستہ دوسرا پیالہ اٹھا لیتے تو آپؐ کی امت راستہ بھٹک جاتی۔

☆ دورانِ سفر ایک کریہہ المنظر بڑھیا نے رسول اللہ ﷺ کو آوازوں پہ آوازیں دیں۔ آپؐ نے خاموشی اختیار کئے رکھی۔ جبریلؑ نے بتایا کہ یہ دنیا تھی جو اپنی اصل شکل میں مجسم ہوگئی تھی آپؐ نے اچھا کیا جو جواب نہیں دیا ورنہ آپؐ کی امت دنیاداری میں ڈوب جاتی۔

☆ سفر معراج کے دوران شیاطین نے آپ ﷺ پر کئی بار حملہ آور ہونے کی کوشش کی جسے آپ نے تعوذات کے ذریعے ناکام بنا دیا۔ جس طرح کہ امام مالکؒ نے موطا میں یحییٰ بن سعید سے تعلیقاً اور امام احمدؒ نے مسند میں عبدالرحمن بن خنبش سے مرفوعاً روایت کیا کہ:

☆ لیلۃ المعراج کو شیاطین بڑی تعداد میں پہاڑوں کی گھاٹیوں اور وادیوں سے بڑے شیطان کی قیادت میں ٹوٹے پڑتے تھے اور ان کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے جن سے وہ رسول اللہ ﷺ کے رخ انور کو جلانا چاہتے تھے۔ جبریلؑ نے کہا آپ پڑھیے۔ (اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِیْ لَيْسَ شَیْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَايُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَايَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَايَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ) پھر یوں ہوا کہ ان کی آگ سرد ہو گئی اور شعلے بجھ گئے۔ وہ شکست کھا کر پیچھے کی طرف بھاگ گئے۔ [موطا، احمد: ۳/۴۱۹]

☆ واپسی پر آپ ﷺ نے اہل مکہ کا ایک قافلہ بھی دیکھا اور انہیں ان کا ایک بھاگا ہوا اونٹ بھی بتایا۔ ان کا پانی بھی پیا جو ایک ڈھکے ہوئے برتن میں رکھا تھا۔ اس وقت قافلہ محوِ آرام تھا۔ پھر آپؐ نے اسی طرح برتن ڈھانک دیا، اور یہ بات اگلی صبح آپؐ کے دعویٰ کی صداقت کی ایک دلیل بھی بنی (ابن ہشام) صبح جب آپؐ نے اہل مکہ کو خبر دی تو انہوں نے آپؐ سے بیت المقدس کی کیفیت پوچھی جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا، اور آپؐ نے ٹھیک ٹھیک بتلا دیا لیکن قوم ایمان نہ لائی۔ ابن ہشام کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کو اسی موقع پر صدیق کا لقب ملا کیونکہ آپؓ نے اس واقعہ کی تصدیق کی جبکہ اور لوگوں نے تکذیب کی تھی۔

مقام عبدیت کی شان: واقعہ معراج میں ایک اور چیز بہت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ اس میں حضور اقدس ﷺ کی عبدیت کا تذکرہ تینوں مراحل میں ذکر ہوا۔ جب آپؐ زمین پر چلتے پھرتے تھے تو بھی آپؐ عبد تھے، ارشاد ہوا: ﴿وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا﴾ اور جب سفر معراج کا پہلا حصہ شروع ہوا تو بھی آپؐ کی عبدیت کے تذکرے سے آغاز کیا گیا ﴿سبحٰن الذی أسریٰ بعبده﴾ اور جب آپؐ افق کے اس پار گئے جہاں کوئی نہیں جا سکتا وہاں جا کر بھی آپ عبد ہی رہے ﴿فأوحیٰ الیٰ عبده ماأوحیٰ﴾

قرآن کریم میں معراج کی چند کیفیات ستائیسویں پارے کی سورۃ النجم میں بیان کی گئی ہیں۔ یہاں

تفصیلات کی بجائے صرف اشارات پر اکتفا کیا گیا ہے، البتہ سورہ بنی اسرائیل میں اس مضمون کو کافی طوالت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ بظاہر لگتا ہے کہ اس سورۃ کی صرف پہلی آیت ہی معراج کے متعلق ہے۔ یہ تاثر صحیح نہیں بلکہ یہ پوری سورت ہی معراج اور اس کا پس منظر اور پیش منظر بیان کرتی ہے۔ اس سورۃ میں وہ تمام تعلیمات دہرائی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو امامت کیلئے منتخب کرتے وقت دی گئی تھیں اور جن کی خلاف ورزی کی وجہ سے وہ اس منصب سے معزول کی جارہی ہیں۔ اس کے علاوہ اس سورت میں ہجرت کے اشارات، نبوت کی اہمیت اور اس منصب کے بارے میں کفار کے تمام دلشکن اعتراضات کا جواب بیان کر دیا گیا ہے۔ جس سے نبی ﷺ کو ان کے اور ان کے دین کی کامیابی کے بارے میں پوری پوری تسلی دی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ آپ کے روشن مستقبل اور مدینہ میں عنقریب قائم ہونے والی اسلامی مملکت کیلئے نظام کی بنیادیں فراہم کی گئی ہیں۔ اگر معراج کی ان حقیقتوں کو مدنظر رکھا جائے تو امت کے اس دنیا میں عروج، اقبال اور سر بلندی کا راز آشکارا کر دیا گیا اور آخرت میں فوز و فلاح کی بشارت دے دی گئی ہے۔

یہ سبق ملا ہے معراج مصطفےٰ ﷺ سے مجھے ۔۔۔ کہ بشریت کی زد میں ہے گردوں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے عظیم پیشکش

دس کتابیں مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ملک کا عظیم و منفرد ادارہ ہے جس کی طرف سے دینی لٹریچر چھپوا کر بڑے پیمانے پر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

درج ذیل تازہ لٹریچر زیر تقسیم ہے:

۱۔ مسلک اہل حدیث پر ایک نظر ۔ ۲۔ پیارے رسول ﷺ کی پیاری نماز ۔ ۳۔ مختصر کتاب الکبائر
۴۔ موسیقی جہنم کی غذا ہے۔ ۵۔ پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں ۶۔ عذاب القبر
۷۔ مسائل زکوٰۃ ۔ ۸۔ مسائل رمضان المبارک ۔ ۹۔ حرز اعظم ۔ ۱۰۔ احکام القرآن

خواہشمند حضرات مبلغ پچیس 35 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل سات اشتہارات کا سیٹ بھی مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ ملک کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین و خطباء حضرات پندرہ (۱۵) روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مکمل سیٹ منگوائیں اور اپنے اپنے زیر انتظام مساجد میں فریم کروا کر آویزاں کریں۔ (فریم کروا کر آویزاں کرنے کا تحریری وعدہ آنا ضروری ہے)

نوٹ: لٹریچر کی تقسیم ۱۵ شعبان تک جاری رہیگی۔ ان شاء اللہ

مخیّر حضرات اشاعتِ دین کے اس عظیم مشن میں مالی تعاون فرمائیں۔

محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب

فون 0604-567218
موبائل 0333-8556473